

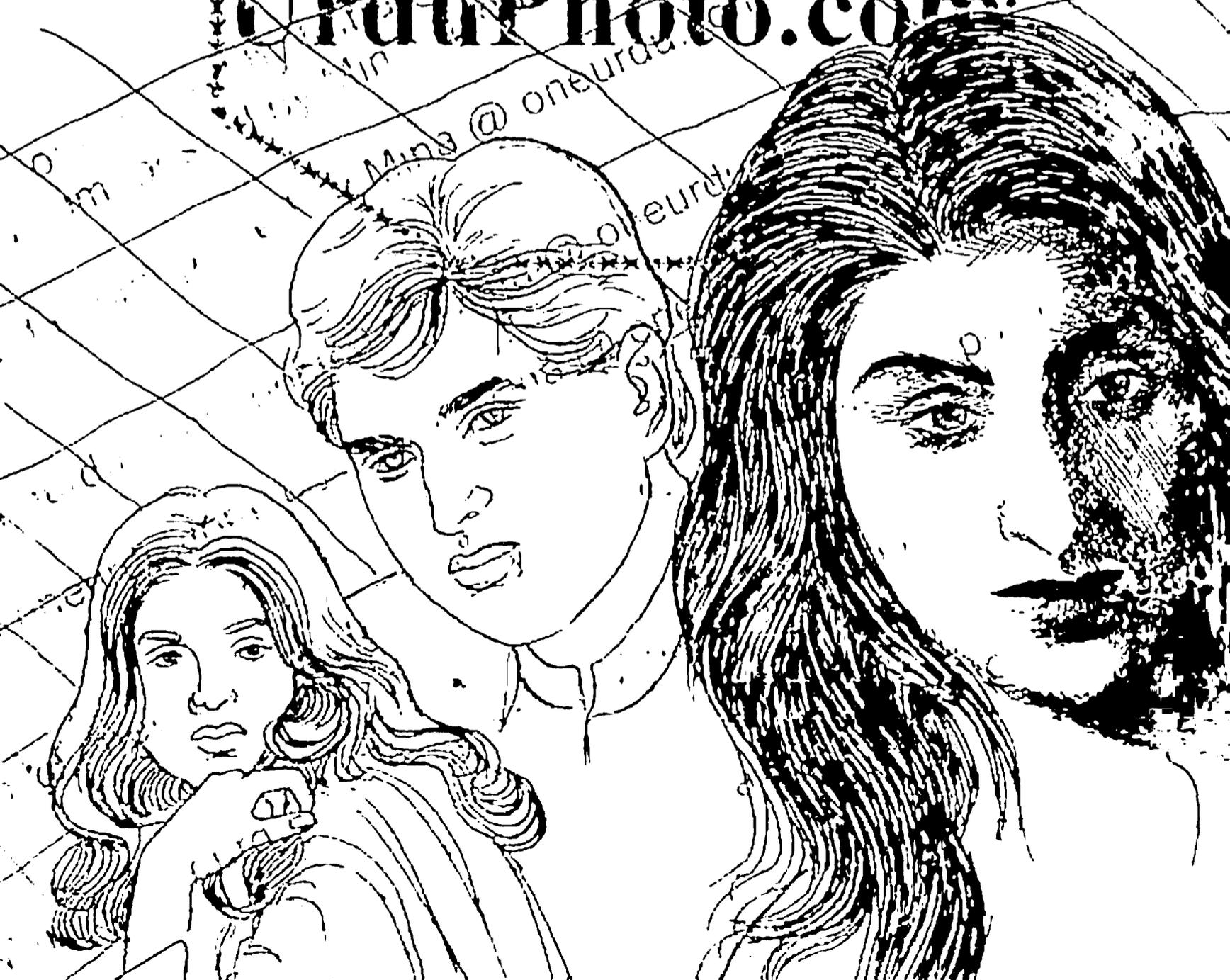
فائزہ افتخار چندا

ن گئی ہے ہدف غالباً میری جاں
اس کے تیروں کو ورنہ نشانے بہت
اب تری ذات سے آشنائی ہوئی
ہم نے دیکھے ہیں ورنہ زمانے بہت

بمبارے ہاں بہت نازوں اور ارمانوں سے بہو کو لایا جاتا ہے مگر گھر لانے کے بعد وہ وبال جاں بن جاتی ہے۔ ایک ایسے ہی گھرانے کی کہانی جہاں نہایت زور و شور سے شادی کی تیاریاں ہو رہی تھیں۔

فائزہ افتخار کے قلم سے ایک پر مزاج و دلچسپ تحریر

UrduPhoto.com



دل بوجھایا ہوا۔ پھر رہا تھا اوروں کی تو
 بنت مثنیٰ بنت ہو کر رہا ہے مگر یہاں معاملہ ایسا تھا کہ
 بنت مثنیٰ بنت ہی سریر آن پڑا تھا، مثنیٰ کا مرہلہ سر کرنے
 کی بات ہی نہیں آئی تھی۔
 اس نے سن رکھا تھا کہ بیٹے اور خصوصاً اکلوتے بیٹے
 کا رشتہ ڈھونڈنے کے لیے ماٹیس بہنیں کنوڑوں میں بائس
 لیا جاتی ہیں۔ چلیں گھسا ذاتی ہیں لیکن ہوا کیا تھا کہ
 اپنے ماں باپ کی واحد اولاد
 راج نیازی۔۔۔ ادھر برسر روز
 زینہ، چار بہنوں کا لاڈلا اکلوتا بھائی۔۔۔ ادھر برسر روز
 گار، ادھر ایک مختصر سی گھریلو زمانہ کانفرنس میں اسے
 نکالنے لگانے کا فیصلہ ہوا۔

اگلے روز اس کی دونوں شادی شدہ بہنیں مع والدہ
 کے ایک عدد لڑکی کھانے گئیں اور حیرت انگیز طور پر پہلی
 لڑکی کو ہی پسند پڑی کی مہر بھی لگا آئیں یہاں تک چکر میں
 ابو، دونوں چھوٹی بہنیں، دونوں بہنوں کی حضرات، حالہ،
 چچو اور چچا بھی ہمراہ تھے۔ لڑکی کے ہاتھ پر چند ہزار
 روپے رکھ کر بیجا ادا کیا گیا اور بات پکی کر لی گئی۔
 شادی تین ماہ بعد ہوئی۔ شادی کے بعد بھی شادی اس لیے کہ
 درمیان میں جون، جولائی اور گت کے تباہ کن مہینے تھے

جن میں شادی ٹھہرا کے اس کی بہنیں اپنے من پسند
 بلوسات زیب تن کرنے کا زور نہیں لے سکتی تھیں۔
 ”ای، مجھے بہت عجیب سا لگتا رہا ہے۔ کل آپ
 لوگ لڑکی دیکھنے گئے، آج بات پکی ہو گئی ہے اور برسوں
 وہ لوگ آ کر شادی کی تاریخ طے کریں گے، یہ تو ہتھیار پر
 سرسوں جمانے والی بات ہوئی۔“ وہ کچھ مشکوک سا تھا۔
 ”شریفوں کے یہی اطوار ہوا کرتے ہیں میاں۔“

ابو نے دخل دیا۔ ”تم کیا چاہتے ہو کہ ہم ادھیڑ اور
 تھڑ دے لوگوں کی طرح لڑکیاں دیکھنے کے بہانے گھر
 گھر کی چائے جکھتے پھریں۔ شریفوں کی بچیاں دیکھتے
 اور مسترد کرتے رہیں صرف اور صرف بہتر سے بہترین
 کی تلاش میں۔۔۔۔۔“

”تمہارے ابو ٹھیک کہتے ہیں راجل بیٹا، گھرانہ اتنا
 اچھا ہے کہ میرا دل تو بجلی بار میں ہی ٹھک گیا۔ دلہیز پار
 کرتے ہی اور لڑکی دیکھے بغیر ہی میرے دل نے فیصلہ سنا

دیا کہ بس اس سے بہتر سمجھنا نہیں مل سکتا۔
 ماسٹر اللہ کھڑا پا، سلیقہ، مہمان نوازی، خوش
 سب شتم ہے ان پر۔ ماں ہے تو اس قدر باوقار کہ
 نرم مزاج، بڑی بہن ہے تو اس کی ساس نہ پرانی
 پیچھے اس کی خدمت اور ملتی بھگت کے گن گاتے نہیں
 باپ ہے تو کیا پر نور چہرہ ہے، بھجڈ بھجڈ لڑا پیمان دار
 بھائی بھادج بھی کیا عمدہ اخلاق والے ہیں۔“

”اور وہ خود؟“
 ”لو۔۔۔۔۔ ایک دو ملاقاتوں میں لڑکی کے بارے میں
 کیا اندازہ لگایا جاسکتا ہے، جو لوگ لڑکی کے گن دیکھ
 یا صورت شکل پر سمجھ کے رشتہ لگاتے ہیں وہ سخت
 گھائے میں رہتے ہیں۔ ارے بھئی، ایسے مواقع پر
 پٹاخہ سے پٹاخہ لڑکی کی شہینہ بن کر رہتی ہے۔ زبان
 چاٹتی ہے پٹاخہ بنے ہوئے ہونے نہ دھری رہتی ہے، دقتی طور پر لپٹ
 کر منہ کے اندر لچھائی جاتی ہے۔ جھولی چنی تعریفوں کے
 پل باندھے جاتے ہیں۔ شہینہ تو شادی کے بعد کتنی
 نے اس لیے سنانے کہتے ہیں لڑکی کو جو کھانا ہے تو اس
 کے گھونٹے چلا جائیں۔ جب رومانیل کا شمارا گھرانہ اس

قدرت والا ہے۔۔۔۔۔ اس کے ہاں اس قدر بیت و نفرت
 کے رنگ نمایاں ہوں گے۔
 ”وہ سب تو ٹھیک ہے ایسی بہنیں۔۔۔۔۔ وہ مزاج
 ہو گیا اور کھل کر کچھ نہ کہہ سکتی تھی بے بسی کے تحت اٹھ کر
 اپنے لگے ہوئے میں چلا آیا۔ آئینے کے سامنے کھڑے ہو کر
 اس نے اپنا نفضیل اور بنا قدانہ جائزہ لیا۔

”ہاں، ٹھیک ہے ہر ٹیکہ کو جیسا چھنٹ سے نکلتا
 قد ہے نہ ہی بھولائی پیادامی، نیلی یا سبز آنکھیں۔۔۔۔۔
 سلمان خان جیسا کسری بدن، سہم ہی شان جیسی صاف
 رنگت۔۔۔۔۔ ہاں مانا کوئی خاص ہیرو ٹائپ نہیں لیکن ایسا گیا
 گزرا بھی نہیں۔۔۔۔۔ ماؤں کو تو اپنے کو ڈو جیسے بیٹے بھی
 ”خیر پاکستان“ لگا کرتے ہیں۔ بیٹے کی آنکھیں چاہے
 سنیل شیٹھی کی طرح اندر دھنسی ہوئی ہوں، وہ انہیں ”پاؤ
 پاؤ کے ڈیلے“ ہی کہا کرتی ہیں۔ بیٹا اور وہ بھی اکلوتا چار
 چار بہنوں کا اکلوتا راج دلارا بھائی۔۔۔۔۔ کچھ لوگ ہونے
 ہیں بھائی رنگیلے جیسا ہوتے بھی بہنوں کے دل میں بھائی

میرا سارا زور تو کب کا تقسیم ہو چکا۔ پرانا زمانہ صاف
 سونے میں اتنی آگ نہیں لگی تھی اس لیے بری، جنبز
 دونوں میں مجھے سیروں سونا چڑھا تھا، پازیب اور کلب
 تک سونے کے تھے۔ فہمیدہ اور رخشندہ کے لیے وہ
 بھاری سونے کے سیٹ تڑا کے نئے فیشن کی چوڑیاں اور
 سیٹ بنوائے تو دو دو سیٹ اور چھ چھ چوڑیاں فرخندہ اور
 فاخرہ کے لیے بھی بنوا کے رکھ لیے۔ اکلونی بہو کا حق میں
 بھولی نہیں۔ چار چوڑیوں اور دو کنکرن کا بڑا خوب صورت
 جڑاؤ سیٹ بنا کر رکھا ہے۔ میرا اتنا بھاری جھومر بھی رکھا
 ہے اس سے نئے فیشن کا جھومر اور میکا بھی لکل آئے گا۔
 ایک پکا سیٹ ہے، وہ میں اپنی لہنہ کو منہ دکھائی میں
 چڑھاؤں گی۔ تمہارے ابا کے ذمے بھی کم خرچا نہیں اور
 کیوں نہ ہو۔ فرض ہے ان کا۔ دیے بھی تمہیں اپنا
 کاروبار جمانے کے لیے ہی کتنا ہوا ہے۔ ویسے اور دیگر
 خرچ کے بارے میں تو ہمیں بھول ہی جاؤ، تمہارے ابا
 کر لیں گے سب لیکن ایک لاکھ تو ہنگال ہی سکتے ہو۔“
 ”اور ہم کون سا خود پر لگا نہیں گئے بھیا، آپ کی کے
 پیر ہی ہر ہی بنانی ہے۔“ فرخندہ نے لقمہ دیا تو فاخرہ نوراً
 وہ کتنی دیر آسنے کے سامنے کھڑا کھڑا رہا۔

UrduMoto.com

”واہ کیوں نہیں، چار فنکشنز کے چار بہترین
 جوڑے (یعنی ہیں۔ کم از کم پراٹ ڈالے فنکشن کے
 جوڑے ہم سب بھول کر تو بھیا ہی بنوا کے لیں گے۔“
 ”کیوں نہیں جنتی ہے تم سب بہنوں کا۔“ امی نے
 حوصلہ افزائی کی تو وہ سر پکڑ کے بیٹھ گیا۔ اس کا کاروبار
 معمولی پیمانے پر تھا مگر بھیک ٹھاک چل رہا تھا۔ لاکھ
 ڈیڑھ لاکھ وہ آسانی سے نکال سکتا تھا مگر اس کا تصرف
 اسے بے جا لگ رہا تھا۔ زیور کی حد تک ٹھیک تھا مگر
 کپڑے جوتے پر لاکھ اڑا دینا اس کے نزدیک سراسر
 زیاں تھا لیکن ان پانچ کی ٹیم کو کون سمجھاتا۔

”آپا، بھابی کو ویسے کے روز ساڑھی پہنائیں گے،
 دونوں روز لہنگا اچھا نہیں لگتا۔“ فاخرہ نے نیا نکتہ پیش کیا تو
 فہمیدہ جواب اپنے منے کو سلانے کی تمام تر کوششوں میں
 ناکام ہونے کے بعد جھنجھلا کر اسے جھنجھوڑ رہی تھیں، براسا
 منہ بنا کر رہ گئیں۔

”ایک لاکھ روپیہ..... صرف اور صرف بری کے
 لیے! وہ چلا اٹھا۔ اس کی چیخ و پکار کو کسی خاطر میں نہ
 تے ہوئے بجیانے بدستور اپنے منے کو پر تشدد قسم کی
 نسیاں دے کر سلاتے ہوئے کہاں کہاں۔“
 ”ہاں تو اس میں اتنا بلبلانے کی کون سی بات ہے۔
 سونے کا بھاؤ معلوم ہے کیا چار ہا ہے، ہلکی سے ہلکی برنی
 میں بناؤ تو چہر چوڑیاں، ایک بھاری سیٹ، ویسے کا جوڑا
 در کم از کم گیارہ دیگر جوڑے ہونے چاہئیں۔ ایک بھائی
 سے اندر رکھے، لوگ کیا کہیں گے کہ بس اتنے ہی ارمان
 نے ان بہنوں کے جو گیارہ جوڑوں پر خرچہ کیا۔ ہم تو
 اس سے کم نہیں بنائیں گے۔“

”اور کیا؟ ساتھ میں میک اپ، چیلپس، پرس،
 سٹراڈر شال وغیرہ الگ۔ ہم نے مکمل بجٹ بنا کر ہی تم
 سے ایک لاکھ کا کہا ہے۔“ آپا نے بھی تائید کی۔
 ”اور بیٹا جی، خرچہ تو اس سے کہیں بڑھ کے ہوگا۔“

میں ہیں۔ پری داری نہیں۔ لیکن ہینکے شراب سے
 نہیں لیں۔ لیکن ہینکے ہے۔
 کوئی نہیں جی۔ ام۔ نو۔ کام دالی سازی لیس سے
 راجا پر بہت۔ جی۔ جی۔ اتنی کسی کی تو ہیں وہ۔
 یہ ہے تبصرہ۔ یا امداع یا شاید انکشاف تھا جو
 راس پر اپنی سونے دالی بیوی کی ظاہری خصوصیت کے
 بارے میں ہوا لیکن اس پر سرور ہونے کے بجائے وہ
 قدر بچھ سا گیا۔ اس کا اپنا قدر میانہ تھا یعنی پانچ فٹ
 سات انچ جو مردوں کے قد کے لحاظ سے بس گزارے
 اتنی ہی سمجھا جاتا تھا اور وہ لڑکی اگر درازتد ہے تو کم از کم
 ساڑھے پانچ فٹ تک تو ہوگی شاید اس کے برابر ہی ہو۔
 اسے خود سے نکلتے قد دالی بیوی کا تصور کر کے کوئی خاص
 خوشی نہیں ہوئی۔

"یہ تو ٹھیک ہے کہ دونوں دن لینا اچھا نہیں لگے گا
 لیکن یہ بھی درست ہے کہ ہزاروں زیادہ اچھی نہیں
 لگے گی۔ دیسے بھی عرضی لباس زیادہ بھاری ہو تو بس ایک
 بار ہی استعمال ہوتا ہے۔ ہزاروں روپے برباد چلو شادی
 کے دن تو مجبوری ہے لیکن کیا ضروری ہے کہ ویسے پر بھی
 غرارے یا شرارے جیسا بھاری لباس بنوایا جائے۔ میرا
 خیال ہے کسی بوتیک سے اسٹائلش سا انگر کھا سوٹ یا
 پشوازلے لیں بعد میں بھی کسی فنکشن میں آرام سے پہنا
 سکتے ہیں۔"

رفشندہ کے مشورے عموماً قابل قبول سمجھے جاتے
 تھے۔ کبھی متفق ہو گئے لیکن جب چاروں کی سواری
 "اجرتی" میں اتری تو راجل شپٹا کر رہ گیا۔ وہی انہیں
 وہاں لے کر آیا تھا۔

"یہ کہاں لے آئی ہو تم لوگ؟" وہ بوکھلا کے اپنے
 سامنے پھیلے زرق برق بلوسات کو دیکھنے لگا جن میں سے
 کسی کی قیمت بھی میں ہزار سے کم نہیں تھی۔ کئی تو اسی ہزار
 تک کے تھے۔

"نکو یہاں سے۔" اس نے فاحرہ کا بازو کھینچا جو
 ایک اور رخ اور درست کلر کے انگر کے پر بری طرح نڈا
 ہی تھی جو تقریباً پچاس ہزار کا تھا۔ اسے بس سے مس نہ
 ہوتے دیکھ کر راجل نے فرزندہ کو ٹھوکا دیا جو بیٹھ ہزار

لے غرارے پر لٹو ہو رہی تھی۔

"آپا۔۔۔ بچیا۔۔۔ پلیز۔۔۔ یہ بہت

بہت بڑی شہنی ہو جائے گی، ظلم ہے۔ سراسر ظلم ہے۔
 روپیہ بچھ دیند کھٹے سینے والے جوڑے۔ ہا۔ ہا۔ ہا۔
 ہے۔" بہ مشکل وہ انہیں کھینچ کھانچ کر باہر لانے میں
 کامیاب ہوا۔

"بڑے تھرد لے ہو تم راجل!" آپا نے تیر
 نظروں سے اسے دیکھا۔ "شادی کیا روز روز ہوتی ہے۔
 دہن کیا بار بار آتی ہے؟"

"بار بار بھی آتی ہے۔" وہ زور سے ہنس بڑا۔ آپا
 کے جیٹھ کا ریکارڈ اس سلسلے میں بطور مثال پیش کیا جا رہا
 تھا جو چار شادیاں کر چکے تھے۔ دو کو فارغ کرنے کے
 بعد بھی اس وقت ان کے پاس دو عدد بیویاں تھیں اور وہ
 مزید دو کا حق محفوظ رکھتے تھے۔

"دبعض کی شادیاں روز روز بھی ہوتی ہیں آپا، حلیر
 ہر روز نہ سہی، ہر سال ضرور ہوتی ہیں۔" آپا اس کا اشارہ
 سمجھ گئیں۔

"بھائی صاحب جوتھی یا نجھوس بیوی پر بھی اتنا کھل
 کر خرچ کرنا اور نام ہو کہ ہنسی ہنسی دہن کے لیے بیا
 کنجوس بنے ہو۔"

بڑی مشکل سے وہ انہیں ڈیفینس کی لوری گراؤنڈ اور
 ایم ایم عالم روڈ کے بوتیک سے نکال پایا۔ بالآخر انارنگ
 کی اس پرانی دکان سے جہاں سے آپا اور بچیا کے عردس
 بلوسات خریدے گئے تھے، ایک عدد سوٹ پسند کر ہی لیا
 گیا۔ موڈکلر کے گھیرے دار انگر کے پر کھلتے ہوئے شوخ
 گلابی رنگ کا کام سنہری دیکے کی آمیزش کے ساتھ خوب
 اٹھ رہا تھا۔ ساتھ میں انہی دو رنگوں کے امتزاج کا چوڑی
 دار پایا جامہ۔

"واؤ، کس قدر یونیک کامی نیشن ہے۔ وہ لوگ
 شادی والے دن کا شرارہ میروں اور گولڈن بنا رہے
 ہیں۔ اچھا ہے ویسے کاڈریس بالکل مختلف ہو گا، دیکھا اٹی
 گئی اچھی پسند ہے ہم بہنوں کی۔"

"ہاں، تم لوگ اپنی منفرد پسند کا کریڈٹ لے جاؤ،
 میرے اٹھارہ ہزار بس کو نظر نہیں آ رہے جو اس بکواس

اللہ باری پر برباد ہو گئے۔ اسے کہتے ہیں پیسے کو

بھی بچاؤ۔ خیر صلا۔ "ای دہل کے رہ
کیسی منحوس باتیں نکالتے ہو منہ سے، شرم تو نہیں
کے سہاگ کا جوڑا، اس پر ایسی دل جلا دینے
ہائے لبید میرا تو دل کانپ رہا ہے۔ میری
لہم پڑے نہیں اس گھر میں اور یہ نامعقول کیسی
تو جی بک رہا ہے۔ اتنے ارمانوں سے میری بیٹیاں
بروز ہونے کے لیے یہ جوڑا لائی ہیں۔"

"دل پر نہ لیں امی، اس کی تو عادت ہے۔ دعا
کریں، پنپنے والی کے نصیب اچھے ہوں۔ آپ ایسا
رہن، اس جوڑے سے کالی مرغی وار کے صدقہ
کردیں۔ اللہ ہماری بھابی کو نظر بد سے بچائے۔"
"نودو سو روپے کا مزید خرچہ چاہا!" وہ بڑبڑایا۔

"پلیز بھیا، کم از کم ہمارے جذبات کے احترام میں
میں خاموش ہو جائیں۔ ہماری ایک ہی بھابی ہے، اس
کے لیے ہم جو بھی کریں، وہ کم ہے۔ میرا تو بس نہیں چل
رہا، آسمان سے ستارے لاکر لانا تک دونوں اس جوڑے

UrduPhoto.com



ولیسے کا اٹھارہ ہزار کا سوٹ تو بس ٹریڈ تھا۔ اس کے
بارہ بنائے ہیں جوڑوں نے اس کے مزید پچاس ہزار
نچوڑا لے۔ تین ساڑھیاں، چار بھاری کا مدار جوڑے،
پانچ کڑھائی والے سوٹ، چار ریڈی امیڈ اسٹاکش
سوٹ، چار جار جٹ اور شیفون کے کینسی سوٹ۔ اور ان
میں سے کم از کم آٹھ سوٹوں کے ساتھ میچنگ سینڈل،
پس وغیرہ۔ میک اپ بھی اونچے براؤڈ کا خریدا گیا۔ اللہ
بند کر کے یہ مرحلہ نمٹا تو زیور کے معاملے پر پھر تکرار
شروع ہو گئی۔

"ای پہلے آپ نے کہا تھا تین چار تولے کا سیٹ
کان ہوگا اب آپ چھ تولے سے کم پر راضی نہیں۔ ایک
اتھارہ سے ستر ہزار تو بڑی پر اٹھ گئے ہیں۔ دس دس
ہزار ان چاروں کو بھی اسے سوٹ کے لیے چاہئیں۔ میں
نے ابھی اپنے لیے بھی کچھ نہیں خریدا۔ پانچ تولے کا

بہت سے لذت پڑھتی ہے۔ ابا کو بھی اس کا مذہبی
 وہاں سے در نہ آج کل کی لڑکیاں۔ تو بہ نیشن
 ہی کراؤ، نماز روزے سے بدکتی ہیں۔ وہ تو نئی وقتہ
 کی عادی، روزے کی پابند۔ "وہ جھوم
 کے آمدے پڑھتی رہیں اور راحل کے تصور میں
 در کا بکل مارے مانتے اور کان تک دو پٹا لپیٹے اہل
 کے "شاہدینہ" پڑھتی ایک بی بی وارد ہوئی جس کے
 ہاتھ میں تیسرے اور دوسرے میں کڑھائی والا فریم تھا۔
 بت نہ ہارتے ہوئے بچیاں سے گفتیش کی۔

"ارے راحل، کیا بتاؤں ایک گن ہے اس میں؟
 بڑی نرم گو، دھمے مزاج کی سبھی ہوئی لڑکی ہے۔ نہ ہلسی
 نٹھول، نہ کھی کھی کھی..... آنکھ میں شرم لحاظ ہے۔ ہمیں تو
 آج کل کے زمانے میں ایسی بھالی مل گئی، جتنا شکر ادا
 کریں کہ ہے۔"

وہ اپنے بال نوچ کے رہ گیا۔ امی سے پوچھنا فضول
 تھا۔ انہوں نے اس کے ہاتھ کی لذت کی تعریف ہی کرتی
 تھی۔ آخر بہت سوچ و پکار کے بعد اس نے بہانہ بنا لیا
 کہ نے کا ارادہ کیا۔

"فاخرہ، کیا کسی طرح تم مجھے رومانیلٹڈ کی ایک تصویر
 لے کر دے سکتی ہو؟"

"کوشش کرتی ہوں۔ دراصل ان کے ابا مذہبی بہت
 ہیں۔ پردے وغیرہ کے خاصے سخت ہیں ورنہ آپ کے
 کئے بغیر ہی تصویر آجاتی۔ خیر، میں کوشش ضرور کروں
 گی۔" وہ کوشش کرتی رہی، یہ انتظار کرتا رہا۔ (یہاں تک
 کہ شادی میں ایک ہفتہ رہ گیا اور اس روز جب مایوں کی
 تفصیلات طے ہو رہی تھیں۔ فاخرہ چپکے سے اس کے
 کمرے میں آئی۔

"یہ دیکھیں، میں بھالی کی تصویر لے آئی۔" اس
 نے ہاتھ میں دہی تصویر اس کی آنکھوں کے آگے نہپائی۔
 وہ بے تاب ہو کر جھٹلنے کو تھا کہ اس نے ہاتھ نور اہست کے
 پتھے کر لیا۔

"ناں..... ناناں..... ایسے نہیں جناب..... اتنی

رفت گرا کے لایا جائے گا بھول ان کے گھر پر موجود کوئی
 کاری شایں شان نہیں اور تو اور میرج ہاں۔ بہن کی
 رخصتی کے لیے بلو نام سے ایک زر ق برقی پاگل کا انتظام
 کیا گیا تاکہ سووی اچھی بنے اور روایت بھی نبھائی
 جائے۔ برات کے ساتھ شور شرابے اور ہنگامے کے لیے
 ڈھول والے بھی تھے اور پنانے بھی خاصی مقدار میں
 خریدے گئے۔ دونوں بہنوں نے اپنے اپنے کام "شان و
 شوکت" سے انجام دینے میں ایک دوسرے سے پیچھے
 نہیں رہنا چاہتے تھے۔ ستم تو یہ تھا کہ آپا اور بھیا کے لحاظ
 میں راحل انہیں منع بھی نہیں کر سکتا تھا۔ ابتدا میں
 منسناتے ہوئے ہلکا پھلکا اعتراض بھی کیا تو دونوں بہنیں
 برامان گئیں۔

"آج کل کون سا داماد سسرال کے کاموں میں
 بڑھ چھتھہ کے جمنہ لیتا ہے۔ یہ تو ہمارے میاں ہیں جو
 ہماری طرح ہمارے اگلو تے بھائی کو دل سے چاہتے
 ہیں۔ اپنا جانتے ہوئے یوں جو کس خوشی سے حصہ لے
 رہے ہیں۔ اوروں کے بہنوئی مہمان بن کے آتے ہیں،
 مہمان بن کے چلے جاتے ہیں۔ تمہیں تو کسی کے خلوص
 کی قدر ہی نہیں۔"

اب وہ ان کے ہاتھوں میں کسی کٹھ پتلی کی طرح تھا۔
 کل ہی تو آپا نے اس سے پوچھا تھا۔
 "ارے راحل، تم نے کچھ سوچا ہی منوں کے لیے
 کہاں جانا ہے؟"

شادی کے بعد سرگودھا تو جانا ہی ہے، دادا، دادی
 کے پاس۔ انہوں نے کہہ دیا ہے کہ شادی کے بعد جب
 وہ واپس جائیں گے تو ہم ان کے ساتھ ہوں گے۔ ظاہر
 ہے یہی ہی منوں ہوگا۔

"مذاق میں مت اڑاؤ، میں اس لیے پوچھ رہی تھی
 کہ کہاں کا ارادہ ہے۔ پہلے طے کر لو۔ تمہارے بھائی
 جان ہوٹل وغیرہ کی بنگ، ٹرین کی ریزرویشن وغیرہ
 کرا لیں گے۔"

"نہیں پلیز، ان کو زحمت مت دیجئے۔" اس نے
 ہاتھ جوڑ دیے۔ وہ ان کے شاہانہ مزاج سے واقف تھا۔
 کیا پاپی سی میں بنگ کرا دیتے۔ فرسٹ کلاس کا پورا ڈبا

کوئی کسی سے پیچھے نہیں
 اور ان کے لیے اب ہوں، نہیں، میں یا پار
 کوئی اور کی شادی۔ حوالے سے پر جوش
 ہے۔ برادر ام تھے اور بھی ان کو پورا بھی
 ہے۔ اس کے خرچے پر مہندی کے
 ان مہرے بہنوئی نے سنبھالا تھا۔ بڑے
 دار میں انہوں نے سارا انتظام کیا تھا۔ حتیٰ
 کے حوال سفر ڈھونڈ کر لائے تھے۔

بھوسا کے ٹویا نرک کا آرڈر دے دیا تھا۔
 ہنر اور پیلے شامیانے، گیس کے آرائشی
 بند اور پینٹ، گول گپے، پان اور چنا چاٹ
 کے سال بھی مہندی کے پنڈال میں لگوانے کا
 تھا۔ جس جگہ دلہا کی مہندی کی رسم ہونی تھی،
 کی گئی تھی۔ اور کمال کا ہی تھل اس کے
 نے کیا۔ اسی نے صاف کہہ دیا، ویسے کا خرچا وہ
 فورے ہیں، اب مہندی کا خرچا وہ خود کرے۔

نے کا بھی انتظام تھا کیونکہ مہندی گھر کی وسیع
 تھی۔ اس نے بھی بہنوئی صاحب نے سنبھال
 کر نکال لی تھی۔ مین ڈشز جیسے پلاؤ، ٹورمہ،
 کے ساتھ ساتھ باورچی کی اور دو چائیز ڈشز کا
 ذکر دیا گیا تھا۔

بہنوئی صاحب کے ذمے مہنات کے
 تھے۔ انہوں نے بھی سہرا بندی کی رسم کے لیے
 بنانا۔ ان کے خیال میں گھر پر ادا ہونے والی
 کی خاصا وقت لگ جائے گا۔ برات کی
 جا کر استقبال، نکاح وغیرہ میں بھی ادیر
 پر معزز مہمانوں کو بھوکا رکھنا درست نہیں لہذا
 دوران چھت پر مہمانوں کو کولڈ ڈرنکس،
 اور اور مٹھائی پیش کی جائے گی۔

نے نے نہ صرف کبھی بک کر دالی گئی بلکہ
 میں منگوائے گئے جن پر شہ بالا اور دلہا
 برات لے کر نکلیں گے۔ ریٹنٹ اسے
 ایک خصوصی کار منگوائی گئی جس پر دلہن کو

آج کئی روز کے بعد وہ اپنے کمرے میں تہہ پتہ تھا لیکن اس کا مطلب یہ نہیں تھا کہ یہ ذرا سی بات قبول ات اپنا ہی کرا پیچانے سے منکر کر دیتی۔ پھر بھی اس کا ہنر تھا۔ اس میں اس کا تصور نہیں تھا۔ کمرہ ادنیٰ اس کا ہنر لگ رہا تھا۔ اتنا سجا جایا..... تک تک سا..... اور مجراہ ہوا..... اسی کمرے کے ایک کونے میں جب اس ہنر بید دھرا ہوتا تھا جس کے ساتھ سائڈ ٹیبل تک زخمی سانے کی دیوار کے ساتھ مختصر سی سیٹی، دائیں طرف دیوار کے ساتھ الماری اور برابر ہی ایک اسٹول پر رکھا اس کا چودہ انچ کاٹی وی تو یہ کراکتنا کھلا کھلا، سادہ سا کراکتا تھا۔ اب اس میں آرن رائڈ کا سلور پائلس والا اسٹالٹ سا ڈبل بیڈ، اس پر بھی سلور اور میرون ٹیبل کی تھی۔ ڈرائنگ ٹیبل..... دیوار گیر الماری، ٹی وی ٹرالی پر سجا پائیس انچ کا کھڑکی وی۔ مہیسی ڈی پلیئر اور میوزیک سنٹر۔ فضا میں موٹیا، گلاب اور گینڈے کی خوشبو کے ساتھ فریوم، ائرفریشنر اور مہندی کی مہک بھی رچی ہوئی

Urdu Point

بیڈ سے لنگتی نیلے اور گلاب کی گلیوٹی کی لڑیاں۔ گریے کا ریٹ پر بچھا گلاب کی پتیوں کا فرش، دیواروں پر چسپاں گلاب کی ادھ کھلی کاپیاں..... وہ کمرہ اکم اور کوئی شہ روم زیادہ لگ رہا تھا اذرا اس شور و غم کا مین آسٹم تھا، بیڈ کے عین وسط میں سمٹ سمٹا کے بیٹھا وہ وجود..... جو ڈارک میرون جھلمل کرتے عربی لباس میں ملبوس..... گھونگ گرائے بیٹھا تھا۔ ابھی اس دن رومائیلہ کا چہرہ نہیں دیکھا تھا اس کے باوجود دل میں لطیف سی گدگد اہٹ ہونے لگی۔

ساتھ ہی ساتھ ایک تجسس بھری بے تابی۔ رکن ابتدائی باتوں میں وقت ضائع کرنے کے بجائے اتادلے ہوتے راحل نے جھٹ اس کا گھونگٹ الٹ رہا اور بہوت ہو کے رہ گیا۔

بے شک یہ میک اپ کا کرشمہ نہیں تھا۔ میک اپ کسی کے چہرے کی کمزوریوں یا خامیوں کو چھپا ضرور سکتا ہے

ریرو کرا لیتے "ایسا ضروری بھی نہیں کرنا۔ ویسے ہی شادی کی چھٹیوں میں کارہ بار کا مزج ہوگا سرگودھا جانا ضروری ہے، دادا کا حکم ہے۔ ابھی نہیں نال سکا ورنہ میں اسے دن شور دم بند کر کے بیٹھا ہرگز انورڈ....." "ادھر راحل بھی کبھی اپنے فائدے سے ہٹ کر کسی اور کے جذبات کا خیال کر کے ہی سوچ لیا کر۔ زندگی میں پھر کہاں موقع ملتا ہے ان بے فکرے دنوں کا۔ شادی شدہ زندگی کے اپنے سوچیلے اور ہزار بکھیرے ہیں۔ خصوصاً عورتوں کے لیے۔ رومائیلہ نے جگہ آئے گی، اپنے سگوں کو جوڑ کر آئے گی۔ ابتدائی دنوں میں لڑکی کا دل سسرال میں مشکل سے لگتا ہے، تم تو کارہ بار میں مصروف رہو گے۔ یہ دن اسی لیے ہوتے ہیں۔ ایک دوسرے کو سمجھنے کے لیے اور ایڈجسٹ کرنے کا وقت دینے کے لیے..... اس کے بھی ارمان ہوں گے۔" "اس کے بھی؟" وہ کراہا۔

"ہاں تو کیا کاشمیر کی گڑیا بیاہ کر لار ہے ہیں ہم۔ اور لوگ کیا کہیں گے۔ نئی لہجے کے چار بھی پورے نہیں کہے لاتے ہی چولھے چکی سے باندھ دیا۔ نام تو ہم ماں بہنوں کا بدنام ہوگا۔ جب کہ خدا گواہ ہے ہم کتنے شوق سے رومائیلہ کو لار ہے ہیں۔ ہمارے لیے تو وہ اس گھر کی رونق ہے، رحمت ہے..... ہماری تو یہی خواہش ہے کہ وہ خوش رہے۔"

ادرا اب وہ کیلکولیٹر پر جوڑ توڑ کے ذریعے اندازہ کرنے کی کوشش کر رہا تھا کہ بچنے والے چند ہزار میں سستا ترین ہنی مون کہاں منایا جاسکتا ہے۔ "چھانگا مانگا۔" وہ بڑبڑایا۔

"شہر سے پچیس منٹ کی ڈرائیور، اندر داخل ہونے کی ٹکٹ صرف پندرہ روپے فی کس، ڈیزل خرچ صرف اور صرف ساٹھ روپے، دو بوتلیں، دو چمپس کے پکٹ، نان پکوڑے اور کون آسکریم یہ کل ملا کے سو روپے..... شام کو گھر واپسی..... واہ کیا شاندار ہنی مون ہے۔" وہ خود ہی اپنے اس آئیڈیے پر فیس پڑا جس پر عمل کرنے کی اس میں نہ ہمت تھی نہ مجال۔

ہوتی ہے۔ بھی نہیں تو دل کھول کر خرچا کیا۔ ارے ارے
 زمانے نئے مہ کیا۔ کہاں ہا (ہو) ہوا شمار میں دیا دیکھ
 کہاں ان کا در میا نے درجے کا میرٹا ہل (ہل) اس پرستی
 کے چند کھانے۔ ارے ان لوگوں کی تو آگے میں چھٹی کیا
 چھٹی وہ کہیں۔ برات دیکھ کر ہی آواز بڑی تھی تم نے
 ہیں! جنہ کے لڑا ہے جوڑے مل کر رہی کے کسی ایک
 سوٹ کا مقابلہ نہیں کر سکتے (اور) اور کتھوں نے بی کو سونا
 تک ہل کھول کے نہیں دیا۔ ایک ہی لپٹ رہی بھی سارا کا
 سارا جنہوں سے انا پڑا۔ کہیں نہیں سونا جھلک رہا

رہا تھا۔ "امی نے خریدی ڈکھ کیا
 دو لھا رہیں دونوں ویسے کے بعد رسم کے مطابق
 کے مر گئے ہوئے تھے۔ آج ان لوگوں کا بھی وہاں
 کھانا تھا (اور) اس پر انہیں ساتھ آنا تھا وہاں جا کر جو
 خندہ نے رد مائیل کے لیے پلٹا ہوتی تھی
 بھاری ڈکھ رہا اس کے ساتھ کا بلیٹ ڈکھ تو مارے
 جس کے وہ ہیں پوچھتی۔
 "تمہارے بیکے والوں نے بیسے نہیں دکھائی
 منہ دکھائی کا خندہ کا خندہ وہ سہرا لے بولی۔

رکھا؟"
 "دراصل یہ آج ہی دیا ہے۔ ابھی لائے ہیں
 کہیں تو میں بگڑ رہی ہوں۔
 جب کر گئی آواز صحت کا یہ پردہ گھر آتے ہی خاکوں
 ہو گیا۔ رد مائیل کے پیچھے پیچھے کمرے تک جاتے راض کو
 (میں نے) کراک دار آواز دے کرانی کے کمرے میں طلب
 کیا۔
 "ذرا یہ تو بناؤ، یہ میں سادہ بہ ریسٹ..... یہ تھے
 راتوں رات کیسے آگئے۔ میرے سامنے تم نے برے
 برے منہ بنائے ہوئے بڑے احسان بنا کر وہ پھلکا
 تاپس خریدے تھے۔ وہ بھی میرے ہزار بار کہنے پر.....
 پھر آندھی اندر اتنے اعلیٰ انتظام..... (کا) بیانی..... تم تو
 بڑے گھنے نگے رہیں تک سے۔ اسکی رازداری؟ میں کیا
 منع کر دیتی؟ نہیں تو بھائیوں کو پختے بے دیکھ کر جیتی

تک شوروم بند نہیں رکھ سکتا۔ (کیا) ہے زیادہ ایک ہفتہ
 لڑائی شدہ۔ اور یہ ہفتہ تو ہم لوگ ہی مون (میں) گھلنے
 والے ہیں۔"
 "ہی مون؟ پہلے تو تم نے منع کرا دیا تھا۔"
 "ہیس وہ..... وہ کان کھانے گا۔"
 JUNE 2004 (D) PARFEEZA (P) 152

زادہ بدلتے کیا دیر لگتی ہے آپا۔ میں نے سوچا
 کہ کتنی ہیں۔ یہی دن تو اوتے ہیں گھوٹے
 بے نگرہ کے سوچا پتہ پھر آ میں
 زیادہ دور نہیں بس سوات، ایبٹ آباد وغیرہ
 میں نے نکتے لیے ہیں، پرسوں صبح

ذرا ہے۔
 "تلاش! اللہ کی شان رکشوں میں دھکے کھانے
 لے اب جہاز کی اڑالوں کے مزے لیس گے۔ امی
 اور زھونڈ میں غریب گھرانوں کی لڑکیاں۔ میں نہ
 کہتی تھی، ترسی ہوئی زندگی گزارنے والی اچھے گھرانوں
 میں آ کر زندگی ہو جایا کرتی ہیں۔"
 "بس مت ماری سمجھتی تھی۔ سوچا گھٹے ماحول کی لڑکی
 ہے گھٹ کے رہے گی۔ مارا اپنے گھر سوئی دھاگے سے
 زمت نہ ملتی تھی، یہاں آ کر سیر سپاٹے سوچ رہے
 ہیں۔"

"اور بھائی کو دیکھو، احسان جتا رہے ہیں کہ آیا
 تمہاری بات مانی ہے۔ اتنی ہے، میری مانتی ہوئی تو تیرے
 ماننا۔ یہ تو اس نے کان میں کس کس میں کی ہوگی۔ سے غی
 کسے دھیمی آواز میں بات کرتی ہے بالکل
 پوروں کی طرح۔ سر لوشیاں ہرانی ہوئی آواز کی آئی
 چٹلی کھا رہی ہو۔"

"جادو گرینی، پرسوں دیکھا تھا کتنی لمبی نماز پڑھی عشا
 کی۔ اتنی لمبی نماز تو نہیں ہوتی۔ ضرور وہ ٹھپے کڑتی ہوگی۔"
 "ہاں، میں نے بھی دیکھا ہے۔ کل پانی لینے کچن
 میں آئی تو مسلسل ہواٹ ہل رہے تھے۔ میں نے وجہ
 پوچھی تو کہنے لگی درود شریف پڑھ رہی ہوں۔ کچن میں
 آتے ہی پڑھنا چاہیے..... ہونہہ..... املانی..... ضرور
 میری نظر بچا کے چینی پر پھونک دیا ہوگا۔"

"اوہو بچیا..... آپ بھی کن باتوں میں....." وہ
 ننگ آ کے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے جانے کے بعد چاروں
 ہمیں ماں سے لپٹ گئیں۔
 "ہائے امی..... کتنے ارمانوں سے بھالی لائے
 تھے..... کیا یہ دن دیکھنے کو۔" وہ ہلکتے ہوئے کہہ رہی
 تھیں۔